حضرت عثمانؓ

بچوں کی آسان کتاب :-

ملنے کا پتہ

ارشد حسین ندوی ۔ مکتبۂ دین و دانش ۔ مکارم نگر ۔ لکھنؤ

مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ

۱۳۹۷ھ

بار چہارم ۲۰۰۰

قیمت :- ۶/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبِ مکرم حکیم شرافت حسین صاحب اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، ان کی مشہور تصنیف اللہ کے رسول کی شہرت گھر گھر پہونچ چکی ہے اور ہزاروں بچے انکی دل آویز اور پُراثر تحریر سے مستفید ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کے حالات بھی شائع ہو چکے ہیں، اب حضرت عثمانؓ کی سوانح حیات پیش کر رہے ہیں۔ جن لوگوں کو اسلامی تاریخ کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں ایسے حوادث پیش آئے ہیں جن کا اثر مسلمانوں کی ساری قوم پر پڑا ہے، اور ایسا پڑا ہے کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی ان کے نتائج مسلمانوں کو بھگتنے پڑ رہے ہیں۔ اس قسم کے پیچیدہ واقعات کو سمجھا کر بیان کرنا بہت مشکل ہے، خصوصاً ایسی حالت میں جب تاریخی واقعات عقائد کا درجہ اختیار کر چکے ہوں۔ بڑے بڑے صاحبانِ علم نے اس راہ میں ٹھوکریں کھائی ہیں، اور کہنہ مشق مصنفوں سے لغزشیں ہوئی ہیں، لیکن حکیم صاحب کا کمال ہے کہ وہ اس وادیٔ پُرخار سے اپنا دامن بچالے گئے ہیں۔

کتاب کے مقصد اور طرزِ تحریر کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، نقاش کا نقشِ ثانی اوّل سے بہتر ہوتا ہے، پھر اُس نقش کی خوبی کا کیا کہنا جو نقاشی کے تین درجے طے کر چکا ہو۔

حکیم صاحب نے بہت چھوٹے بچوں کے لئے کتاب لکھی ہے لیکن ان کے فقرے کہنہ مشق انشا پردازوں کو بھی متأثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لفظوں کی تکرار اور فقروں کے اعادہ کے باوجود لطفِ بیان کو قائم رکھنا بہت مشکل ہے، لیکن حکیم صاحب نے اس مشکل کو آسان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس سلسلہ کی پہلی کتابوں کی طرح اِس کتاب کو بھی مقبول فرمائے، اور مصنف کو دینِ اسلام کی مزید خدمتوں کی توفیق نصیب فرمائے

عبدالسلام ندوی

ادارۂ تعلیماتِ اسلام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اچھّا خاندان!

قریش کا خاندان کتنا اچھّا خاندان تھا۔
اسی خاندان میں ہمارے پیارے رسولؐ پیدا ہوئے۔
اسی خاندان میں رسولؐ کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ پیدا ہوئے۔
اسی خاندان میں رسولؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ پیدا ہوئے۔
اسی خاندان میں حضرت عثمانؓ پیدا ہوئے۔
حضرت عثمانؓ کے باپ کا نام عفّان تھا۔
عفّان کے باپ دادا قریش کے رئیسوں میں تھے۔
ان رئیسوں کی عرب میں بڑی عزت تھی۔

بچپن کی تعلیم!

سچائی اور دیانت نے تجارت چمکائی

حضرت عثمانؓ نے بچپن ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔
بچپن ہی سے اچھے آدمیوں کی طرح رہنا سیکھ لیا تھا۔
بڑے ہو کر تجارت کا کام کرنے لگے۔
سچائی اور دیانت سے کام لینے لگے۔
سچائی اور دیانت نے اپنا رنگ جمایا۔
حضرت عثمانؓ کی تجارت کو خوب چمکایا۔
تجارت سے یہ مال دار ہوئے۔
مال کے ساتھ سمجھ دار ہوئے۔

جب وحدت کا نور چمکانے والا آیا!

جب مکہ میں اسلام کا رستہ بتلانے والا آیا۔

وحدت کا نور ہر سمت چمکانے والا آیا۔
حضرت ابوبکرؓ کے دل میں جب اسلام کا نور جگمگایا۔
اُنھوں نے اپنے دوستوں کو اسلام کی طرف بُلایا۔
دوستوں میں حضرت عثمانؓ کا مرتبہ بہت بڑھا تھا۔
حضرت ابوبکرؓ کی محبّت کا رنگ اُن پر خوب چڑھا تھا۔
حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو لا الٰہ الا اللہ کا پیام سُنایا۔
رسول اللہؐ کا نام لیا اور اُن کا کام سُنایا۔

حضرت عثمانؓ کے پاس!
اللہ کی رحمت رسول اللہؐ کو لاتی ہے

حضرت عثمانؓ کے دل میں پہلے سے سچّائی تھی۔
اُن کے دل میں پہلے سے پارسائی تھی۔
توحید کے خیال نے دل میں جگہ پائی۔
سچّائی اور پارسائی اب کام آئی۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ۔
دونوں رسول اللہؐ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوئے۔
حضرت عثمانؓ اسلام لانے کے لئے تیار ہوئے۔
لیکن اللہ کی رحمت خود ان کے پاس آئی۔
رسول اللہؐ کو بھی اپنے ساتھ لائی۔

رسول اللہؐ کا فرمان حضرت عثمانؓ کا ایمان!

رسول اللہؐ نے فرمایا:۔
"ہدایت کے لئے میں آیا ہوں۔
جنت کی خوشی میں لایا ہوں"
رسول اللہؐ کے ان نورانی جملوں نے اپنا اثر دکھایا۔
حضرت عثمانؓ کے دل میں لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کا نور چمکایا۔
حضرت عثمانؓ نے کہا:۔
"میں اللہ کو ایک جانتا ہوں۔

آپؐ کو اس کا رسُول مانتا ہوں۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوں۔
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ پڑھتا ہوں۔
اللہ پر ایمان لاتا ہوں۔

رسُول اللہؐ سے رشتہ

حضورؐ کی منجھلی بیٹی کا نام حضرت رقیہؓ تھا۔
حضرت رقیہؓ کا نکاح پہلے عتبہ سے ہوا تھا۔
عتبہ ابولہب کا بیٹا تھا۔
ابولہب ہمارے حضورؐ کا بڑا دشمن تھا۔
ابولہب نے اپنے بیٹے عتبہ کو طلاق دینے پر مجبور کیا۔
طلاق دلاکر اتنی بڑی عزت سے محروم کیا۔
اب حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت رقیہؓ کی شادی کی۔
اس جنت کی بیوی سے حضرت عثمانؓ کے گھر کی آبادی کی۔

اذیتیں!

مکہ میں اسلام اب ترقی کرتا جاتا تھا۔
اسلام کی ترقی دیکھ کر ہر کافر کُڑھتا جاتا تھا۔
مسلمانوں کو ہر کافر اذیت دیتا تھا۔
اذیت دے کر خوش ہوتا تھا۔
حضرت عثمانؓ کے گھر والے بھی کافر تھے۔
مسلمانوں کو اذیت دینے میں وہ بھی ماہر تھے۔
اُن کے چچا نے اُن کو باندھ کر مارا۔
مار کر اپنا غصہ اُتارا۔
ایک چچا کیا، سب نے اُن کو ستایا۔
سب ہی نے اُن کا دل دُکھایا۔
حضرت عثمانؓ نے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔
اسلام کی محبت میں سب سے ناتہ توڑ دیا۔

اسلام میں بیوی کے ساتھ پہلا مہاجر

جب مصیبتوں نے ہر طرف سے وار کیا۔
اسلام کی محبّت میں گھر بھی نثار کیا۔
اب حضرت عثمانؓ نے ......
رسُول اللہؐ کی اجازت پاکر۔
حضرت رقیہؓ کو ساتھ لے کر۔
گھروالوں کو چھوڑکر، وطن سے منھ موڑکر۔
حبش کی طرف راہ لی۔
اسلام میں یہ پہلے شخص تھے۔
جنھوں نے اپنی بیوی کے ساتھ اپنا گھر چھوڑا تھا۔
اسلام کی محبّت میں وطن سے منھ موڑا تھا۔
ہجرت کرکے اللہ سے اپنا ناتہ جوڑا تھا۔
اور دنیا کے سب ناتوں کو توڑا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے ساتھ اور بھی مُسلمان تھے۔
سب ہی کافروں کے ہاتھوں پریشان تھے۔
سب نے حبش کی راہ لی۔
ہجرت کرکے اللہ کی پناہ لی۔

حَبَش سے پھر مکّہ

حبش میں کئی سال رہتے رہے۔
ہجرت میں مصیبتیں سہتے رہے۔
کئی سال کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی۔
مکّہ والوں پر سے کُفر کی مصیبت دُور ہوئی۔
قریش کے سب لوگ مسلمان ہوئے۔
اب سب امن کے سامان ہوئے۔
یہ خبریں سُن کر حضرت عثمانؓ مکّہ آئے۔
اور مہاجر بھی ان کے ساتھ آئے۔

مکّہ میں قیام

یہاں آکر معلوم ہوا یہ خبریں جھوٹی تھیں۔
کافروں کی قسمتیں اب بھی کھوٹی تھیں۔
کافروں کا وہی حال تھا۔
امن وامان کا اب بھی کال تھا۔
مہاجر یہاں پھر مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔
مجبور ہوکر حبش جانے کے لئے پھر تیّار ہوئے۔
لیکن حضرت عثمانؓ کو رسُول اللہؐ کا ساتھ بھایا۔
ان مصیبتوں میں بھی آپ نے مکّہ میں قیام فرمایا۔

ہجرتِ مدینہ

اسی درمیان میں مدینہ کی ہجرت کا سامان ہوا۔
مکّہ سے مدینہ جانے کا فرمان ہوا۔

حضرت عثمانؓ نے اللہ کا نام لیا۔
بیوی بچوں کو ساتھ لیا۔
بیوی بچوں کو لے کر مدینہ چلے۔
مدینہ پہونچ کر حضرت اوس بن ثابتؓ سے ملے۔
حضرت اوس بن ثابتؓ سے ہمارے رسولؐ نے بھائی چارہ کرایا۔
حضرت اوس بن ثابتؓ کو حضرت عثمانؓ کا بھائی بنایا۔
اسی طرح سے اور سب مہاجروں کو انصار سے ملایا۔
انصار اور مہاجر کا بھائی چارہ کرایا۔
آپس میں محبت کا ایک نیا سبق پڑھایا۔

پیاسوں کے لئے پانی کا انتظام

کنوے کو عربی میں بئر کہتے ہیں۔
مدینہ میں اچھے پانی کا ایک کنواں تھا۔
س کنوے کو بئرِ رومہ کہتے تھے۔

بئرِ رومہ کا مالک ایک یہودی تھا۔
یہودی بئرِ رومہ کا پانی فروخت کرتا تھا۔
پانی فروخت کرکے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔
مدینہ میں آکر مسلمانوں کو پانی کی تکلیف ہوئی۔
مسلمانوں کی تکلیف حضرت عثمانؓ سے دیکھی نہ گئی۔
حضرت عثمانؓ نے یہودی سے بئرِ رومہ خرید لیا۔
خرید کرکے بئرِ رومہ کا پانی عام کیا۔
یہ مسلمانوں کے لئے بڑا کام کیا۔

بدر کی جنگ اور حضرت رقیہؓ کی علالت!

مسلمان مدینہ میں اطمینان سے رہتے۔
اللہ کا نام لیتے اور دین کا کام کرتے۔
لیکن کافروں کو بھلا کہاں اطمینان تھا۔
اُن کے یہاں اب جنگ کا سامان تھا۔

مدینہ کے قریب آکر بدر کے مقام پر ڈیرہ ڈالا۔
کافروں نے اللہ والوں کو للکارا۔
اِدھر جنگِ بدر کی تیاری تھی۔
اُدھر حضرت رقیہؓ کی بیماری تھی۔
حضورؐ کو اپنی بیٹی سے بڑی محبت تھی۔
بیمار بیٹی کو چھوڑنا مصیبت تھی۔
تیمارداری کی ہدایت کرکے حضورؐ بدر کی طرف چلے۔
حضرت عثمانؓ تیمارداری کے لئے حضرت رقیہؓ
کے پاس رہے۔
حضورؐ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:۔
"تم حضرت رقیہؓ کی تیمارداری میں رہو۔
بیمار بیوی کی وفاداری میں رہو۔
بدر کی شرکت کا تم کو ثواب ملے گا۔
ثواب تم کو بے حساب ملے گا۔

غنیمت کے مال میں بھی حصّہ پاؤگے۔
تم بھی جنگ میں شریک سمجھے جاؤگے۔

حضرت رقیہؓ کا انتقال اور اس کے بعد

حضرت عثمانؓ بیوی کی تیمارداری کرتے تھے۔
ہر طرح سے وفاداری کرتے تھے۔
لیکن مرض کس طرح کم کرسکتے تھے۔
اللہ کا حکم کس طرح رد کرسکتے تھے۔
اسی مرض میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا۔
حضرت رقیہؓ کے انتقال سے حضرت عثمانؓ کو بڑا ملال ہوا۔
اِدھر حضورؐ کی بیٹی دفن کی جارہی تھی۔
اُدھر فتح بدر کی خبر آرہی تھی۔
اب حضرت عثمانؓ کا عجیب حال تھا۔

جنگ بدر میں نہ شریک ہونے کا خیال تھا۔
رسول اللہؐ سے رشتہ ٹوٹنے کا ملال تھا۔
رسول اللہؐ نے پہلے وعدہ فرمایا تھا۔
حضرت عثمانؓ کو جنگ بدر میں شریک ٹھہرایا تھا
آپ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔
مالِ غنیمت میں ان کو حصّہ دیا۔
مالِ غنیمت میں حصّہ دے کر ثواب کا وعدہ فرمایا۔
آخرت میں بھی اُن کو ہر مجاہد کے برابر ٹھہرایا۔
اب حضورؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت کلثومؓ
کے ساتھ آپ کی شادی کی۔
حضرت کلثومہ کے ساتھ شادی کرکے پھر سے گھر کی آبادی کی۔
بدر کے بعد کافروں سے جنگی معرکے رہے۔
ہر جنگی معرکے میں حضرت عثمانؓ شریک رہے۔
جنگ بدر کے بعد جنگِ اُحد ہوئی۔

جنگ اُحد کے بعد غزوۂ خندق پیش آیا۔
ہر جنگ میں حضرت عثمانؓ شریک رہے۔
اپنے پیارے رسُولؐ کے رفیق رہے۔

خانۂ کعبہ کی زیارت کی آرزو

مسلمانوں کو اب مکّہ چھوڑے چھ سال گذر رہے تھے۔
خانۂ کعبہ چھوڑے چھ سال گذر رہے تھے۔
اب اللہ کے پیاروں کو خانۂ کعبہ کی زیارت کی آرزو تھی۔
زیارت کرکے خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرنے کی آرزو تھی۔
خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرنے کے لئے چودہ سو مسلمان تیّار ہوئے۔
چودہ سو مسلمانوں کو لے کر ہمارے رسُولؐ مکّہ کی طرف چلے۔
اللہ کے رسُولؐ لڑنے کے لئے تیّار نہ تھے۔
خانۂ کعبہ میں خون بہانے کے لئے تیّار نہ تھے۔
جب مکّہ کے پاس یہ سب اللہ کے پیارے پہونچے۔

خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرنے والے پہونچے۔
مکہ کے کافر ان کو روکنے کے لئے تیار ہوئے۔
ہمارے رسولؐ بھی کافروں کے خیال سے خبردار ہوئے۔
آپؐ نے راستہ سے ہٹ کر حُدیبیہ میں قیام کیا۔
حدیبیہ میں چودہ سو مسلمانوں کے قیام کا انتظام کیا۔

حضرت عثمانؓ پر جان نثاری کیلئے بیعت

حدیبیہ سے آپؐ نے کافروں کے پاس ایک سفیر بھیجا۔
یہ سفیر حضرت عثمانؓ تھے۔
حضرت عثمانؓ نے رسول اللہؐ کا پیام سُنایا۔
اور کعبہ کی زیارت کرنے کا خیال بتایا۔
کافروں نے حضرت عثمانؓ کی بات نہ سُنی۔
اور واپسی میں ان کی راہ روک لی۔

حضرت عثمانؓ کو مکہ میں کئی دن گذر گئے۔
مسلمانوں نے سنا وہ شہید کردیئے گئے۔
حضرت عثمانؓ کی شہادت کا حال سن کر رسول اللہؐ پریشان ہوئے۔
اور حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہوئے۔
چودہ سو (۱۴۰۰) مسلمانوں نے ہمارے رسولؐ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔
ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا۔
ایک درخت کے نیچے اللہ کے رسولؐ نے یہ بیعت لی۔
چودہ سو مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی۔
کافر مسلمانوں کا یہ جوش دیکھ کر پریشان ہوئے۔
اور حضرت عثمانؓ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوئے۔
اس بیعت کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔
حضرت عثمانؓ کے شرف کا ذکر اپنے فرمان میں کیا ہے۔
حضرت عثمانؓ پر جنھوں نے جان نثاری کے لئے بیعت کی۔
اللہ نے اُن مسلمانوں کو جنّت ملنے کی خوش خبری دی۔

محبتِ رسولؐ کا کمال!

مکّہ میں جاکر حضرت عثمانؓ کعبہ کے قریب تھے۔
اللہ کے گھر سے بالکل نزدیک تھے۔
کعبہ کے گرد طواف کرنے کا اب ان کو موقع تھا۔
طواف کرنے کے لئے ان کو کس نے روکا تھا۔
لیکن رسول اللہؐ کے بغیر طواف کرنے میں کیا لذّت تھی۔
طواف جیسی نعمت بھی اس وقت ایک اذیت تھی۔
طواف کی آرزو دل میں رکھتے تھے۔
لیکن رسول اللہؐ کے بغیر دل کی آرزو دل میں رکھتے تھے۔
رسول اللہؐ کے بغیر کوئی نعمت بھی ان کو نہیں بھاتی تھی۔
مسلمانوں کو چھوڑکر طواف کرنے میں شرم آتی تھی۔
روز کعبہ کے پاس سے گذرتے تھے۔
کافروں کو طواف کرتے دیکھتے تھے۔

رسُول اللہؐ کے بغیر دل ہی دل میں کڑھتے تھے۔
رسُول اللہؐ کے بغیر طواف کرنے سے بچتے تھے۔
یہاں صحابۂ کرامؓ دل ہی دل میں رشک کرتے تھے۔
رشک کے ساتھ رسُول اللہؐ سے کہتے تھے۔
"حضرت عثمانؓ کعبہ کی زیارت کرتے ہوں گے۔
زیارت کی برکتوں سے دامن بھرتے ہوں گے
طواف کرنے کے کیسے کیسے موقع ہوں گے۔
ان موقعوں میں کیسے طواف ہوتے ہوں گے"۔
لیکن رسُول اللہؐ خوب جانتے تھے۔
حضرت عثمانؓ کی محبت پہچانتے تھے۔
وہ صحابۂ کرامؓ کو سمجھاتے تھے۔
حضرت عثمانؓ کی محبت سے بعید بتلاتے تھے۔
حضرت عثمانؓ جب مکّہ سے تشریف لائے۔
صحابۂ کرامؓ کو مکّہ کے سب حال سُنائے۔

طواف کرنے کا جب ذکر آیا۔
محبت کے متوالے نے یوں سنایا۔
کعبہ میں چند دن کیا اگر برسوں میں رہتا۔
بغیر رسولؐ کے طواف میں کیسے کرتا۔
محبت رسول کا یہ کمال تھا۔
حضرت عثمانؓ کا دل اس سے نہال تھا۔

خیبر، مکہ اور حنین کے معرکوں میں شرکت غزوہ تبوک میں لشکر کی تیاری

ہجرت کے ساتویں سال خیبر کی جنگ ہوئی۔
آٹھویں سال مکہ فتح ہوا۔
اسی آٹھویں سال میں حنین کی جنگ ہوئی۔
حضرت عثمانؓ ان معرکوں میں شریک رہے۔
ان معرکوں میں رسول اللہؐ کے رفیق رہے۔

ہجرت کا نواں سال آیا۔
جنگ روم کی خبر لایا۔
جنگ کے لئے رسُول اللہؐ کو اب سامان کرنا تھا۔
قیصر روم سے اب مسلمانوں کو لڑنا تھا۔
ہر مسلمان جنگ کے لئے اب تیار ہوا۔
شہادت کے شوق میں ہر مسلم بے قرار ہوا۔
ہزاروں کی فوج اب تیار تھی۔
اسلامی فوج اسلام پر نثار تھی۔
اس فوج کے لئے اسلحہ اور سواری کا انتظام کرنا تھا۔
اسلحہ اور سواری کے لئے رقم کا انتظام کرنا تھا۔
عسرت اور تنگی کا یہ زمانہ تھا۔
پھر بھی ہر مسلمان حکم رسُولؐ ماننے کے لئے دیوانہ تھا۔
عسرت اور تنگی میں بھی رقموں کی بوچھار ہوئی۔
مسلمانوں کی پونجی اللہ کی راہ میں نثار ہوئی۔

حضرت عثمانؓ بہت بڑے تاجر تھے۔
تجارت سے روپیہ کمانے میں ماہر تھے۔
اسی زمانہ میں تجارتی قافلہ ان کا شام سے آیا تھا۔
نفع کا بہت سامان اپنے ساتھ لایا تھا۔
اس نفع کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مقصود تھا۔
اس نفع سے رسول اللہؐ کو خوش کرنا مطلوب تھا۔
حضرت عثمانؓ نے تہائی فوج کے اسلحہ اور
سواری کا انتظام کیا۔
دس ہزار سے زیادہ فوج کی تیاری کا اہتمام کیا۔
اس اہتمام کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔
ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑوں کے علاوہ
ایک ہزار دینار پیش کئے۔
رسول اللہؐ خوشی میں ان دیناروں کو اُچھالتے تھے۔
اور خوش ہو ہو کر حضرت عثمانؓ کی تعریف فرماتے تھے۔

رسُول اللہؐ کی وفات!

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ رفاقت

ہجرت کے دسویں سال رسُول اللہؐ نے آخری حج کیا
اس آخری حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔
حجۃ الوداع میں حضرت عثمانؓ رسُول اللہؐ کے ساتھ تھے۔
ہجرت کے گیارھویں سال رسُول اللہؐ بیمار ہوئے۔
اور اللہ کے یہاں جانے کے لئے تیار ہوئے۔
رسُول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔
حضرت عثمانؓ حضرت ابوبکرؓ کے ہمیشہ رفیق رہے۔
حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔
حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ کے ساتھ رہے۔

خلیفہ ہوتے ہیں؟

حضرت عمرؓ جب اللہ کے پاس چلے۔

خلافت کے لئے چھ صحابیوں کے نام لئے۔
حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوفؓ،
حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد ابنِ ابی وقاصؓ۔
حضرت عمرؓ کے بعد خلافت کا مسئلہ پیش ہوا۔
حضرت زبیرؓ نے اپنا نام خلافت سے واپس لیا۔
اور حضرت علیؓ کا نام خلافت کے لئے پیش کیا۔
حضرت طلحہؓ نے اپنا نام واپس لیا۔
اور حضرت عثمانؓ کا نام خلافت کے لئے پیش کیا۔
حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ نے بھی اپنا نام واپس لیا۔
اور حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوفؓ کا نام پیش کیا۔
پھر حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوفؓ نے بھی اپنا نام واپس لیا۔
اور اب خلافت کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا نام باقی رہا۔
حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوفؓ نے دونوں کی رضا سے
خلافت کا مسئلہ اپنے ہاتھ میں لیا۔

اور تمام صحابۂ کرامؓ کو مسجد میں جمع کیا۔
مسجد میں ایک پُراثر تقریر کی۔
پُراثر تقریر کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی
حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوفؓ کے بعد حضرت علیؓ
نے، حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔
پھر تمام صحابۂ کرامؓ سے حضرت عثمانؓ نے بیعت لی۔
تمام صحابۂ کرامؓ کی رائے سے اسلامی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

شرارتیں، بغاوتیں!
اور اُن کا خاتمہ

حضرت عمرؓ کا عالی شان دور ابھی ختم ہوا تھا۔
اسی دور میں شام، مصر اور ایران فتح ہوا تھا۔
اسلام کی سلطنت روزبروز بڑھ رہی تھی۔
اسلامی قوت ہر جگہ نظر آرہی تھی۔

ایک طرف روم کو نیچا دکھا رہی تھی۔
دوسری طرف ایران پر قبضہ جما رہی تھی۔
حضرت عثمانؓ کو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام کرنا تھا۔
رسول اللہؐ کے لائے ہوئے دین کو ہر جگہ عام کرنا تھا۔
حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد شریروں نے سر اُٹھایا۔
حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ان کی شرارت نے رنگ دکھایا۔
آذربائیجان کے لوگوں نے خراج دینا بند کیا۔
آرمینہ کے لوگوں نے خراج دینا بند کیا۔
اِس طرح آذربائیجان اور آرمینہ نے اعلانِ جنگ کیا۔
آذربائیجان اور آرمینہ پر فوجیں روانہ ہوئیں۔
آذربائیجان اور آرمینہ کی شرارتیں فسانہ ہوئیں۔
شام کا صوبہ بہت بڑا تھا۔
اس کا سرا رُوم سے مِلا تھا۔
شام کے حاکم حضرت معاویہؓ تھے۔

ملکی انتظام میں بہت بڑھے چڑھے تھے۔
حضرت عمرؓ کے بعد رومیوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔
حضرت معاویہؓ نے ان کی خوب خبر لی۔
مصر میں بھی بغاوت کا زور ہوا۔
حکومت کے خلاف ایک شور ہوا۔
بغاوت کو مٹانے کے لئے حضرت عمرو بن العاصؓ کو حکم ہوا۔
حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس بغاوت کو ختم کیا۔

فتوحات

اِدھر یہ بغاوتیں ختم ہو رہی تھیں۔
اُدھر اسلامی سلطنت کی حدیں بڑھ رہی تھیں
عبداللہ بن ابی سرحؓ مصر کے گورنر تھے۔
حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہاں افسر تھے
عبداللہ بن ابی سرحؓ نے خلافت سے حکم لیا۔

طرابلس کی فتح کا انتظام کیا۔
حضرت معاویہؓ بھی آگے بڑھے۔
اور دو رومی قلعے فتح کئے۔
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بہادری نے اپنا کام دکھایا
الجزائر اور مراکش کو فتح کردکھایا۔
الجزائر اور مراکش کے آگے فوجیں بڑھ رہی تھیں۔
روز نئی فتوحات ہورہی تھیں۔
شام کے قریب روم کا سمندر تھا۔
قبرس کا جزیرہ اس کے اندر تھا۔
قبرس کو اب سائپرس کہتے ہیں۔
سائپرس میں روم اور شام کے ڈانڈے ملتے ہیں۔
رومی قبرس کی طرف سے آسکتے تھے۔
مسلمانوں کو ستا سکتے تھے۔
حضرت معاویہؓ عرصہ سے قبرس کی مہم کو سوچ رہے تھے۔

اس مہم کے لئے حضرت عمرؓ سے اجازت لے رہے تھے۔
سمندر میں اپنی فوجوں کو لےکر بڑھنا تھا۔
جہازوں میں بیٹھکر مسلمانوں کو لڑنا تھا۔
سمندر میں فوجوں کا بڑھنا ایک نیا کام تھا۔
جہازوں پر بیٹھکر لڑنا ایک نیا کام تھا۔
حضرت عمرؓ بحری جنگ سے گھبراتے تھے۔
اسلامی فوجوں کو اس خطرے سے بچاتے تھے۔
حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ سے بھی اصرار کیا۔
اور ایک بحری بیڑا تیار کیا۔
حضرت معاویہؓ نے خلیفہ کو اطمینان دلایا۔
اور بحری جنگ کو آسان کردکھایا۔
اسلامی بیڑا اب سمندر میں جارہا تھا۔
رسول اللہؐ کا جھنڈا اب سمندر پر لہرارہا تھا
اسلامی فوجوں کی ہمت نے زور دکھایا۔

سمندر میں بھی اپنی قوت کا رنگ جمایا۔
قبرص میں فتح کا جھنڈا گاڑا۔
رومی قوت کو یوں پچھاڑا۔
مغرب میں اسلامی فوجیں فتح پر فتح پا رہی تھیں۔
مشرق میں بھی اسلامی فوجیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔
حضرت سعد بن عاص رضؓ اپنی فوج کے ساتھ بڑھ رہے تھے
باطل کی فوجوں سے وہ لڑ رہے تھے۔
جرجان اور خراسان فتح ہو رہا تھا۔
طبرستان پر جھنڈا لہرا رہا تھا۔
دوسری طرف عبداللہ بن عامر رضؓ بڑھ رہے تھے۔
ہرات اور کابل پر قبضہ کر رہے تھے۔
سجستان کو فتح کر چکے تھے۔
نیشاپور کو نیچا دکھا چکے تھے۔
ہر روز بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

باطل کی قوتوں کو دبا رہے تھے۔
حق کا جھنڈا لہرا رہے تھے۔
روم کا قیصر ہر جگہ شکست کھا رہا تھا۔
اپنی شکست پر بہت تلملا رہا تھا۔
روم کا قیصر پھر لڑنے کے لئے تیار ہوا۔
اپنی شکستوں کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہوا۔
پانچ سو جہازوں کا سمندر میں انتظام کیا۔
شام پر حملہ کرنے کا اس طرح اہتمام کیا۔
اسلامی بیڑا بھی اب تیّار تھا۔
ہر سپاہی اس میں جان نثار تھا۔
عبداللہ بن ابی سرح اسلامی بیڑے کے امیر تھے۔
شجاعت اور بہادری میں بے نظیر تھے۔
عبداللہ بن ابی سرح نے اسلامی بیڑے کو آگے بڑھایا۔
اب اسلامی بیڑا رومی بیڑے سے جا ٹکرایا۔

سمندر میں دونوں بیڑے لڑتے تھے۔
مسلمان تھوڑے تھے لیکن اللہ کا نام لیتے تھے
حق کی راہ میں لڑتے تھے۔
باطل سے نہیں ڈرتے تھے۔
وار پر وار سہتے تھے۔
پھر بھی نہیں ٹلتے تھے۔
شہادت کا جام پیتے تھے۔
جامِ شہادت پی کر خوش ہوتے تھے۔
سمندر میں خون کی موجیں جاری تھیں۔
مسلمانوں پر اللہ کی رحمتیں طاری تھیں۔
ان کی شجاعت سے رومیوں کے پیر اُکھڑتے تھے۔
اور رومیوں کے کشتے پر کشتے گرتے تھے
جب انسانی خون سے سمندر لال ہوا۔
تو رومیوں کا بیڑا پامال ہوا۔

اسلامی بیڑے نے اللہ اکبر کے ترانے گائے۔
سب کامیاب ہوکر شام کے ساحل پر واپس آئے۔

امن اور اطمینان کا دور

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے چھ برس بہت اطمینان سے گذرے
کامیابی کے ساتھ اور ہر طرف امن و امان سے گذرے۔
فتوحات کی وسعت بڑھتی جاتی تھی۔
فتوحات کی وسعت مالِ غنیمت لاتی تھی۔
زراعت کا کام بڑھتا جاتا تھا
زراعت کے ساتھ تجارت ترقی کرتی جاتی تھی۔
تجارت کی ترقی دولت لاتی تھی۔
مسلمانوں کی دولت بڑھتی جاتی تھی۔
مسلمانوں کا اطمینان اور چین بڑھتا جاتا تھا۔
اسلامی سلطنت کا رقبہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔

ایشیا میں کابل تک اسلامی جھنڈا لہراتا تھا۔
افریقہ میں مراکش تک اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔
دنیا کے کونے کونے سے تاریکی دُور ہو رہی تھی۔
ساری دنیا سے کُفر کی اندھیری دُور ہو رہی تھی۔
اسلام کی شعاعیں روز بروز بڑھتی جاتی تھیں۔
کفر کی اندھیریاں روز بروز چھٹتی جاتی تھیں۔
کاش کچھ دن یہ شعاعیں اور بڑھتی جاتیں۔
باقی دنیا کو بھی روشن کرتی جاتیں ؛
دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام کا نور ہوتا۔
کفر کا اندھیرا ہر جگہ سے کافور ہوتا

عبداللہ ابنِ سبا کا مکر

لیکن کفر کو یہ اُجالا کب بھاتا تھا۔
اس کو گذرا ہوا اندھیرا یاد آتا تھا۔

اسلامی دنیا میں یہودی اس مکر کے مالک تھے۔
مسلمانوں کے وہی سب سے بڑے مخالف تھے۔
مسلمانوں کو یہ دیکھ کر کڑھتے جاتے تھے۔
کھل کر میدان میں آنے سے تھراتے تھے۔
عبداللہ ابن سبا ان کا سردار تھا۔
کھل کر لڑنے سے ناچار تھا۔
لیکن سازش کرنے میں طاق تھا۔
بدی پھیلانے میں مشّاق تھا۔
جب کوئی چال سمجھ میں نہ آئی۔
مکر نے ایک نئی راہ سُجھائی۔
مسلمانوں کے خلاف اس کے دل میں بھٹّی جلتی تھی۔
رات دن اس بھٹّی میں اس کی جان گھلتی تھی۔
مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی ترکیبیں سوچا کرتا تھا۔
پھوٹ ڈال کر مسلمانوں کو تباہ کرنے کی ترکیبیں سوچا کرتا تھا۔

سوچتے سوچتے اس نے ایک راہ نکالی۔
پھوٹ ڈالنے والی اس نے بات نکالی۔
حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے سب سے کہتا تھا۔
حضرت عثمانؓ کے خلاف بیسوں باتیں گڑھتا تھا۔
صحابۂ کرامؓ بھلا اس کی باتیں کب سنتے تھے۔
نئے نئے مسلمان ضرور اس کی باتوں پر سر دھنتے تھے۔
عراق میں نئے مسلمانوں کی کثرت تھی۔
وہیں اُس نے شرارت پھیلانے کی جرأت کی۔
عبداللہ بن عامرؓ بصرہ کے افسر تھے۔
حضرت عثمانؓ کی طرف سے یہاں مقرر تھے۔
ابن سبا نے پہلے بصرہ میں اپنا جال بچھایا۔
عبداللہ بن عامرؓ کے یہ سننے میں آیا۔
عبداللہ بن عامرؓ نے اس کو شہر سے نکلوایا۔
بصرہ سے اس مصیبت کو دور کرایا۔

بصرہ سے نکل کر یہ کوفہ میں آیا۔
کوفہ میں بھی اپنا جال بچھایا۔
کوفہ میں بھی رہنے نہیں پایا۔
کوفہ سے یہ شام کو آیا۔
شام میں حضرت معاویہؓ امیر تھے۔
اور صاحب تدبیر تھے۔
شام میں اس کی ایک نہ چلی۔
اب مصر کی اس نے راہ لی۔
مصر میں چپکے چپکے یہ کام کرتا تھا۔
اپنی جماعت بنانے کا انتظام کرتا تھا۔

شکایتیں اور ان کے دور کرنے کی تدبیریں

ابن سبا کے فتنے دبائے جا سکتے تھے۔

بگڑے ہوئے راہ پر لائے جاسکتے تھے۔
لیکن حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں مروت اور نرمی تھی۔
مروت اور نرمی سے ان کو حکومت کرنی تھی۔
دشمنوں نے اس مروت اور نرمی سے فائدہ اٹھایا۔
حضرت عثمانؓ کے خلاف سازشوں کو کامیاب کر دکھایا۔
یہ لوگ حضرت عثمانؓ پر طرح طرح کے الزام لگاتے تھے
ہر روز نئے نئے قصے بناتے تھے۔
حضرت عثمانؓ حج کے موقع پر تمام عمال کو جمع کرتے تھے۔
عمال کے خلاف شکایتوں کو سنتے تھے۔
پھر شکایتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔
ہر ظالم کو سزا دیتے تھے۔
ہر مظلوم کی فریاد سنتے تھے۔
حضرت عثمانؓ نے ہر صوبے میں تحقیقات
کے لئے صحابۂ کرامؓ کو بھیجا۔

صحابۂ کرامؓ کو بھیج کر ہر صوبے کا حال معلوم کیا۔
ان صحابۂ کرامؓ نے بھی ہر طرف امن اور امان دیکھا۔
شکایتوں میں جھوٹ بنانے والوں کا بہتان دیکھا۔
حضرت عثمانؓ نے ایک اعلان کیا۔
اس اعلان کو بہت عام کیا۔
جس کو مجھ سے شکایت ہو
جس کو میرے عمّال سے شکایت ہو۔
وہ حج کے موقع پر آئے۔
میں اُس کی شکایت سنوں گا۔
شکایت سُن کر رفع کروں گا"

سبائیوں کی شرارت

اور مدینہ میں آمد

حضرت عثمانؓ نے ہر طرح اصلاح کرنے کی کوشش کی۔

اصلاح کرکے ہر شکایت دُور کرنے کی کوشش کی۔
لیکن شریروں کو اصلاح مقصود نہ تھی۔
اسلامی خلافت اب محبوب نہ تھی۔
حضرت عثمانؓ کو خلافت سے معزول کرنا مقصود تھا۔
حضرت عثمانؓ کو معزول کرکے مسلمانوں کو
تباہ کرنا محبوب تھا۔
اِدھر حضرت عثمانؓ اصلاحات کی تیاری کررہے تھے۔
اُدھر شریر طرح طرح کی مکّاری کررہے تھے۔
ابنِ سبا کی شرارتوں نے اب رنگ نکالا تھا۔
کوفہ، بصرہ، مصر، میں اپنا جال بچھایا تھا۔
کوفہ، بصرہ، مصر کی سبائی جماعتوں نے صلاح کی۔
ان سبائی جماعتوں نے صلاح کرکے مدینہ کی راہ لی۔
مدینہ کے قریب آکر ۲ دو ۳ تین میل کی دُوری پر رُکے۔
۲ دو ۳ تین میل کی دُوری سے اُن کے کچھ سردار چلے۔

حضرت طلحہؓ ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ اور
حضرت علیؓ سے ملے۔
ان بزرگوں نے سبائیوں کو سمجھایا۔
اور سمجھا کر واپس کیا۔

سبائی پھر واپس آئے

ایک دن مدینہ کی گلیوں میں تکبیر کے نعروں کا زور ہوا۔
اور گھوڑوں کی ٹاپوں کا ایک شور ہوا۔
صحابہ کرامؓ گھبرائے ہوئے باہر نکلے۔
یہاں پھر وہی مفسد دکھلائی پڑے۔
حضرت علیؓ نے واپس آنے کا سبب پوچھا۔
مفسدوں نے جواب دیا:۔
"ہم کو راستہ میں ایک قاصد ملا۔
اُس قاصد کے پاس خلیفہ کا خط ملا۔

یہ خط والیِ مصر کے نام تھا۔
والیِ مصر کو ہماری گردن مارنے کا فرمان تھا
یہ کھلی ہوئی فریب کاری ہے۔
جس کے انتقام کی اب تیاری ہے"
حضرت عثمانؓ سے جب پوچھا گیا۔
انھوں نے قسم کے ساتھ اس کا انکار کیا۔
ان کی قسم پر سب کو اعتبار تھا۔
یہ سازش کا سب کاروبار تھا۔
یہ جعلی خط مصریوں سے متعلّق تھا۔
کوفیوں اور بصریوں سے بےتعلّق تھا۔
حضرت علیؓ نے کوفہ اور بصرہ والوں سے پوچھا
"تم کو کس بات نے مدینہ واپس بھیجا۔
تمھارے سب کے راستے الگ تھے۔
تم سب لوگ دُور تک جا چکے تھے"

اب جھوٹ ان سب کا کھلا تھا۔
اس میں سازش کا جعل برملا تھا۔
حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم تم سب جھوٹے ہو
تم سب سازش کرنے والے اور کھوٹے ہو
لیکن یہ شریر اب قابو سے باہر تھے۔
اللہ اور رسول کے حکموں سے باہر تھے۔
حضرت عثمانؓ کی خلافت سے ان کو انکار تھا۔
حضرت عثمانؓ کو خلافت سے الگ کرنے پہ اصرار تھا
حضرت عثمانؓ رسولؐ کی وصیت یاد کرتے تھے۔
اسی وصیت کی بنا پر وہ کہتے تھے :-
"خلافت کی خلعت خدا نے مجھ کو پہنائی ہے۔
یہ خلعت میں نے رسولؐ کے طفیل میں پائی ہے
رسولؐ نے اس کو پہنے رہنے کی وصیت فرمائی ہے
اور ہر مصیبت میں صبر کی وصیت فرمائی ہے۔

خلیفۂ رسولؐ کا گھر مفسدوں نے گھیرا

اب حضرت عثمانؓ کے گھر کو مفسدوں نے گھیرا تھا۔
گھر کے چاروں طرف مفسدوں کا ڈیرا تھا۔
حضرت عثمانؓ کے گھر میں پانی تک جانے سے روکا تھا۔
حضرت عثمانؓ کو گھر سے نکلنے تک روکا تھا۔
دروازہ تک آنے سے روکا تھا۔
مسجد تک جانے سے روکا تھا۔
جو صحابۂ کرامؓ ان کو رسد اور پانی دینے کے لئے
تیار ہوتے تھے۔
مفسد ان کو رسد اور پانی دینے سے روکتے تھے
بڑے بڑے صحابہؓ کی وہ توہین کرتے تھے۔
رسول اللہؐ کے حرم کا بھی نہیں خیال کرتے تھے

مومنوں کی ماں حضرت اُمِ حبیبہؓ کچھ لے جانا چاہتی تھیں۔
کچھ کھانے پینے کی چیزیں پہونچانا چاہتی تھیں۔
لیکن ان مفسدوں نے حضرت اُمِ حبیبہؓ کو بھی ٹوکا۔
اور ان کو چیزیں لے جانے سے روکا۔
کبھی کوئی اگر کچھ موقع پاتا تھا۔
کھانے پینے کو پہونچاتا تھا۔

حضرت علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کی مجبوریاں

حضرت عثمانؓ نے پھر حضرت علیؓ کو بُلایا۔
حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس جانا چاہا۔
لیکن ان مفسدوں نے انؓ کو بھی مجبور کیا۔
اور حضرت عثمانؓ کے پاس جانے سے معذور کیا۔
بہت سے صحابہؓ مدینہ چھوڑ کر جا چکے تھے۔

بہت سے صحابہؓ ان حالات میں تنہائی پسند کر رہے تھے۔
حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، ان حالات
کو دیکھ رہے تھے۔
حالات کو سنبھالنے کی ہر طرح کوشش کر رہے تھے۔
لیکن ان حالات میں کون کس کی سنتا تھا۔
افسوس صحابۂ کرامؓ کو بھی کوئی کچھ نہیں گنتا تھا
ایک مجبوری کا عالم تھا۔
ایک معذوری کا عالم تھا۔
پھر بھی ان اصحابؓ کے فرزند حضرت عثمانؓ کی
حفاظت کر رہے تھے۔
حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرکے اسلام کا فرض ادا کر رہے تھے۔
حضرت حسنؓ اور حسینؓ باہر پہرہ دے رہے تھے۔
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ گھر کے اندر حفاظت کر رہے تھے۔
مفسدوں کو بہتوں نے سمجھایا۔

لیکن اُن کی سمجھ میں کچھ خاک نہ آیا۔

ایک روز حضرت عثمانؓ اپنے گھر کی چھت پر آئے
گھر کی چھت پر چڑھ کر مفسدوں کے سامنے آئے۔
چھت پر سے مفسدوں کو سمجھایا۔
اپنی اسلامی خدمات کو دہرایا۔
پچھلی باتیں سب کو یاد دلائیں۔
اپنی دینی خدمتیں سب کو سنائیں۔
مفسدوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔
لیکن سنگ دلوں کو رحم نہ آیا۔

حضرت عثمانؓ کے جان نثاروں کی ہمدردی اور مشورے

اب جاں نثاروں نے باغیوں کی جرأت بڑھتے دیکھی
اور باغیوں کی لائی ہوئی مصیبت نہیں ٹلتے دیکھی۔

بعض جاں نثاروں نے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیا۔
اور امداد کے لیئے اپنی جانوں کو پیش کیا۔
جاں نثاروں نے کہا:۔

"ہماری ایک طاقتور جماعت موجود ہے۔
جس کو اپنے رسولؐ کے خلیفہ کی زندگی محبوب ہے۔
یہ جماعت آپ کے لیئے باغیوں سے لڑے گی۔
باغیوں کو مدینہ سے دُور کرے گی"۔
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عثمانؓ کے گھر کے اندر تھے۔
گھر کے اندر سات سو سپاہیوں کے افسر تھے۔
یہ بھی لڑنے کے لیئے تیار تھے۔
لیکن حضرت عثمانؓ کی اجازت بغیر ناچار تھے۔
حضرت عثمانؓ کو کسی کا لڑنا منظور نہ تھا۔
کسی مسلم کا خون بہانا مقصود نہ تھا۔
اُنھوں نے لڑنے سے انکار کیا۔

خون ریزی کرنے سے انکار کیا۔
ایک بزرگ نے کہا۔
"پچھلی دیوار توڑ کر باہر نکلیں۔
باہر نکل کر مکہ چلیں۔
مکہ چل کر حرم میں پناہ لیں۔
یہ حرم میں لڑ نہ سکیں گے۔
آپ کا کچھ کر نہ سکیں گے۔
اگر آپ حرم کے لئے تیار نہیں ہیں۔
مکہ جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔
تو شام چلے جائیے۔
وہاں کے مسلمان وفادار ہیں۔
حضرت معاویہؓ آپ کے پاس دار ہیں"
حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔
"باغی اب حرم کی پرواہ نہ کریں گے

حرم کی توہین کی پرواہ[52] نہ کریں گے۔
میں مکہ جاکر حرم کی توہین کا باعث نہ بنوں گا۔
اپنے ہجرت کے گھر کو چھوڑ کر مجھ سے شام جایا نہ جائے گا۔
رسول اللہ کا جوار مجھ سے چھوڑا نہ جائے گا۔"
حضرت زید بن ثابتؓ نے بڑے درد سے فرمایا۔
"انصار آپ کی اجازت کے طلب گار ہیں۔
دروازہ پر کھڑے یہ جان نثار ہیں۔
یہ پھر اپنی تلوار کے جوہر دکھلائیں گے۔
نہیں تو آپ کے سامنے مرجائیں گے۔"
آپ نے فرمایا۔
"اس وقت میرا وہی مددگار ہے۔
جو تلوار سے دست بردار ہے۔"
حضرت ابوہریرہؓ بھی آگے بڑھے۔
لیکن انھوں نے بھی اسی طرح کے جواب سُنے۔

ہر جان نثار مجبور تھا۔ [55]
مدد کرنے سے بھی معذور تھا۔

صبر و استقامت کا منظر!

حضرت عثمانؓ کو رسول اللہؐ کی پیشین گوئی یاد تھی۔
اس پیشین گوئی پر ان کی طبیعت شاد تھی۔
شہادت کا جام پینے کے لیئے وہ تیار تھے۔
اللہ کی راہ میں صبر و استقامت کے لیئے تیار تھے۔
صبر و استقامت کا یہ وہ منظر تھا۔
جس کو دیکھو وہ ششدر تھا۔
مدینہ کے اندر ہل چل تھی۔
لیکن یہاں صرف اللہ پر نظر تھی۔
سب طرف سے طبیعت اُچٹ چکی تھی۔
اللہ کی طرف لَو اب لگ چکی تھی۔

جمعہ کا آج یہ دن تھا۔
روزہ آپ نے رکھ کیا تھا۔
رسُول اللہؐ کو خواب میں دیکھا تھا۔
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خواب میں دیکھا تھا۔
جنّت میں یہ انتظار کر رہے تھے۔
روزہ کے افطار کا خیال کر رہے تھے۔

خلیفہ اور دامادِ رسُولؐ کی شہادت!

اب جنّت کی خوشبو آ رہی تھی۔
حضرت عثمانؓ کو بُلا رہی تھی۔
آپ نے اپنے بیسؓ غلاموں کو بُلا کر آزاد کیا۔
اور قرآن مجید کی تلاوت کا آغاز کیا۔
اِدھر باغی مکان کے اندر گھسے۔
حضرت حسنؓ اُن کے روکنے میں زخمی ہوئے۔

کچھ باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھے۔
اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے لیئے بڑھے۔
آپ کی تلاوتِ قرآن جاری تھی۔
باغیوں پر شیطانی قوت طاری تھی
آپ کی پیشانی پر ایک لوہے کی سلاخ پڑی۔
سب نے بسم اللہ توکلت علی اللہ کی آواز سنی۔
وفادار بیوی حضرت نائلہؓ آپ کے پاس تھیں۔
انھوں نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر لیا۔
تلوار نے حضرت نائلہؓ کی انگلیوں کو الگ کیا۔
پھر ایک دوسرا وار کاری ہوا
جس سے خون کا فوارہ جاری ہوا۔
اب تو ہر طرف سے تلواروں کے وار تھے
اور حضرت عثمانؓ اللہ کی راہ میں نثار تھے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مدینہ کا عجیب حال تھا۔
خلیفۂ رسولؐ بے گور و کفن تھا۔
دفن کرنے کی اب کس کی ہمت تھی۔
باغیوں کی مدینہ میں حکومت تھی۔
جمعہ کو شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا۔
لیکن سنیچر کو بھی جنازہ نہیں اُٹھ پایا تھا۔
سنیچر کی رات کو کچھ لوگوں نے ہمّت کی۔
ہتھیلی پر جان رکھ کر تجہیز اور تکفین کی۔
اس تجہیز اور تکفین میں سترہ آدمی شریک تھے۔
اس بے کسی اور مظلومی میں یہی رفیق تھے۔
حضرت عثمانؓ کی شہادت کا سب کو رنج تھا۔
ہر مسلمان شہادت کا حال سُن کر دنگ تھا۔
بڑے بڑے صحابہؓ روتے تھے۔
خلیفۂ رسولؐ کو کھو کر آنسوؤں سے مُنھ دھوتے تھے۔

کتنا اچھا انتظام کیا؟

حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بڑے کام ہوئے
نئی نئی ترقی کے سامان ہوئے۔
حکومت کا رقبہ اب بہت بڑھ گیا۔
ہر صوبہ بہت ترقی کر گیا
نئی نئی سڑکیں بنیں۔
سڑکوں پر مسافر خانے بنے۔
چوکیاں بنیں، حفاظت کا سامان ہوا۔
کنوئیں کھدے چشموں کا انتظام ہوا۔
راستوں میں بازاروں کا انتظام ہوا۔
مسافروں کی آرام کے لیئے ہر سامان ہوا۔
نئے نئے پُل بنے۔
سفر ہر طرح آسان ہوئے

جگہ جگہ مسجدیں بنیں۔
اللہ کو یاد کرنے کی فکریں ہوئیں۔
مسجدِ نبوی پہلے بہت چھوٹی تھی۔
رسول اللہؐ نے اس کو بڑی کی تھی۔
حضرت عثمانؓ نے زمین خرید کر دی تھی۔
اب مسلمانوں کی تعداد اور بڑھ رہی تھی۔
حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں اس کی توسیع کی تھی۔

فوجی نظام

حضرت عثمانؓ نے فوجی نظام کو ترقی دی۔
فوجی نظام کو ترقی دے کر اور بلندی دی۔
فوجی صیغوں کو انتظامی صیغوں سے الگ کیا۔
فوجی صیغوں کو مستقل افسروں کے ماتحت کیا۔
یہ مستقل فوجی افسر ہر صدر مقام میں رہتے تھے۔

ہر صدر مقام میں ان کے ماتحت فوجی کام کرتے تھے۔
ضرورت پر یہ فوجیں دُور دُور لڑنے جاتی تھیں۔
کبھی ایران کی فوجیں شام میں کمک پہونچاتی تھیں۔
کبھی طرابلس میں شام کی فوجیں آتی تھیں۔
ایک سرے سے دوسرے سرے کو کمک پہونچاتی تھیں۔
فوج کے لیئے اونٹوں اور گھوڑوں کا بہت انتظام تھا۔
اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش گاہوں بہت اہتمام تھا۔
حضرت عثمانؓ کے حکم سے بحری جنگ کے بھی سامان ہوئے۔
عبداللہ بن قیسؓ اس کے نگہبان ہوئے۔
بحری جنگ میں رومی بیڑے کو شکست ہوئی تھی۔
اسلامی بیڑے نے پانچ سو رومی جہازوں کی خبر لی تھی۔

حضرت عثمانؓ اور قرآن مجید

حضرت عثمانؓ کاتبِ وحی تھے۔

قرآنی آیات لکھنے میں ۶۰ زکی تھے۔
قرآن کو آپ نے حفظ کیا تھا۔
حفظ کر کے خوب سمجھ لیا تھا۔
قرآن پڑھنا آپ بہت افضل سمجھتے تھے۔
دن رات قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔
جب دشمنوں نے آکر گھیرا تھا۔
ہر طرف سے تلواروں کا پھیرا تھا۔
تن پر تلواروں کے وار ہو رہے تھے۔
آپ خلوص سے قرآن پڑھ رہے تھے۔
حضرت ابو بکرؓ کے وقت قرآن کو اس طرح
ایک جگہ کر لیا گیا تھا۔
جس طرح ہمارے رسولؐ کے وقت یہ نازل ہوا تھا۔
اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس یہ قرآن رکھا ہوا تھا۔
اس کے صحیح ہونے پر سب نے اتفاق کیا۔

حضرت عثمانؓ نے اس قرآن سے بڑے بڑے
صحابیوں سے نقلیں کرائیں۔
یہ نقلیں پھر آپ نے ملک کے ہر حصّہ میں بھجوائیں۔
اِس طرح آپ نے قرآن کی اشاعت کا انتظام کیا۔
صحیح قرآن پڑھنے کا سامان کیا۔

اخلاق اور فضائل

آپ کی نیکی اور پارسائی اسلام سے پہلے مشہور تھی
ہر طرح کی بُرائی آپ سے کوسوں دُور تھی۔
اسلام نے ان خوبیوں کو اور چمکایا۔
آپ کی نیکی اور پارسائی کو اور بڑھایا۔
رحم دلی آپ کی شان تھی۔
حیاداری آپ کی آن تھی
رسُول اللہؐ کی پیروی کا آپ کو خاص خیال تھا۔

سُنت رسُولؐ پر چلنے میں آپؓ کا عجیب حال تھا۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا دولت مند بنایا تھا۔
اللہ تعالیٰ نے تجارت کے ذریعہ سے آپ کی دولت کو چمکایا تھا۔
ہرطرح دولت اور امیری کے سامان تھے۔
بیسوں لونڈی اور غلام تھے
لیکن اس دولت نے آپ کو عیش کا عادی نہیں بنایا تھا۔
عیش اور امیرانہ زندگی سے آپ نے ہمیشہ احتراز فرمایا تھا۔
آپ اپنا کام اپنے ہاتھوں سے کر لیتے تھے۔
لونڈی اور غلاموں کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔
لوگوں کی سختی کے جواب میں آپ نرمی سے پیش آتے تھے۔
نرمی کرنا آپ بہت پسند فرماتے تھے۔
آپ ہمیشہ ایثار سے کام لیتے تھے۔
اسلام پر سب کچھ نثار کرتے تھے۔
خلیفہ کے لیئے پانچ ہزار مقرر تھے۔

لیکن آپ ایک پیسہ نہیں لیتے تھے۔
اسلام کی خدمت میں پیسہ خرچ کرتے تھے۔
جہاد میں اپنی دولت صرف کرتے تھے۔
غزوۂ تبوک کا سامان کیا تھا
مسجدِ نبویؐ کو بڑھایا اور بیر رومہ کو خریدا تھا۔
دن کو آپ خلافت کا کام کرتے تھے۔
رات کو اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

اب کیا ہو؟

آؤ ہم تم بھی اللہ کے فرماں بردار بنیں
حضرت عثمانؓ کی طرح اسلام کے علم بردار بنیں
دنیا میں پھر مشرق سے مغرب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا نعرہ ہو
دنیا میں کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پیارا ہو۔
مشرق سے مغرب تک پھر دین کا اُجالا ہو۔
بے دینی کا دنیا سے منہ کالا ہو۔

دنیا بھر میں عثمانی دیانت اور سچائی کا زور ہو۔
دنیا میں پھر وہی رحم دلی اور حیا کا شور ہو۔
پھر ہماری تجارتوں کا بول بالا ہو۔
پھر ہماری سخاوتوں سے ہر گھر میں اُجالا ہو۔
پھر قرآن کی اشاعت کا ایک زور ہو۔
پھر قرآنی تعلیمات کا ایک شور ہو۔
پھر قرآن کا ہر مُسلم ماہر ہو۔
پھر قرآن سے ہر دل طاہر ہو۔
پھر قرآن سب کا رہبر ہو۔
پھر قرآن کی رحمت گھر گھر ہو۔
مصائب میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔
حضرت عثمانؓ کی پیروی سے دل شاد کریں۔
قرآن کی تلاوت ہر وقت جاری ہو۔
زندگی کے ہر پہلو پر قرآن طاری ہو۔